بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

098: اہل سنت والجماعت کا موقف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے تعلق سے۔ (حصہ دوم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم بات کر رہے تھے پچھلے چند دروس میں اہل سنت والجماعت کے اصولوں میں سے ایک بہت ہی خاص اور اہم اصول کے تعلق سے کہ صحابہ کرام کے متعلق اہل سنت والجماعت کا کیا مؤقف اور کیا عقیدہ ہے اور پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: "ويقبلون ما جاء به الكتاب والسنة والإجماع من فضائلهم ومراتبهم": اور قبول کرتے ہیں؛ یعنی اہل سنت والجماعت من وعن سے تسلیم کرتے ہیں مانتے ہیں اور اُن کا ایمان ہے، قبول کے لفظ میں یہ سارے الفاظ اور معنی جو ہیں وہ شامل ہیں۔

کیا قبول کرتے ہیں اہل سنت؟:

"ما جاء به الكتاب": جو کچھ بھی قرآن مجید میں ہے (جو قرآن مجید لے کر آیا ہے)۔

"والسنة": اور سنت یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔

"والإجماع": اور اجماع۔

"من فضائلهم": اُن کے فضائل میں سے۔

"ومراتبهم": اور اُن کے جو مرتبے ہیں اور درجات ہیں اُن کے تعلق سے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قبول کرنے والے یعنی اہل سنت والجماعت، اور جو فضائل ہیں جمع فضیلہ ہے اور فضیلت اُس اچھی خصلت اور خوبصورت معنی کو کہتے ہیں جس سے انسان دوسرے پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے اور یہ فضیلت اُس شخص کے لیے یا اُن لوگوں کے لیے منقبت شرف اور اُن کی پہچان بن جاتی ہے۔

اور مراتب مرتبہ کی جمع ہے یعنی اور درجات کو کہا جاتا ہے کیونکہ جو صحابہ ہیں اُن کے درجات اور مراتب مختلف ہیں جیسا کہ مصنف رحمہ اللہ بیان کریں گے آگے۔

یعنی صحابہ کرام کے تعلق سے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں اور اُن کے جو مراتب ہیں جو اُن کے درجات ہیں جو قرآن اور سنت میں بیان ہوئے ہیں اور جن پر اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا اِن تمام چیزوں پر ہمارا ایمان ہے اور اِن تمام چیزوں کو ہم قبول کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر شیخ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) جو کچھ بھی صحابہ کرام کے تعلق سے آیا ہے کہ وہ کثرت سے صلاۃ، صدقہ، صیام، حج اور جہاد کیا کرتے تھے یا اِن کے علاوہ جو فضائل بیان کیے گئے ہیں ان تمام چیزوں کو قبول کرتے ہیں اہل سنت والجماعت۔

(۲) اور اسی طریقے سے ہم قبول کرتے ہیں مثال کے طور پر جو کچھ آیا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقات کے تعلق سے رغبت دلائی صحابہ کو تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارے کا سارا مال جو ہے وہ لے کر آئے، یہ فضیلت تھی اُن کی۔

(۳) اور اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت قبول کرتے ہیں جو کچھ بھی کتاب اور سنت میں آیا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے کہ اکیلے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی غار میں ہجرت کے موقعے پر۔

(۴) اور یہ بھی قبول کرتے ہیں اہل سنت والجماعت کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تعلق سے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ احسان جو ہے اپنے مال اور ساتھ اور صحبت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

(۵) اور اسی طریقے سے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی (رضی اللہ عنہم) کے تعلق سے آیا ہے اور اِن کے علاوہ جو بھی صحابہ کرام کے فضائل بیان ہوئے ہیں ان تمام کو قبول کرتے ہیں۔

(۶) اور اسی طریقے سے جو مراتب ہیں صحابہ کرام کے ان سب کو قبول کرتے ہیں، جیسا کہ خلفاء الراشدین ہیں چوٹی پر اس امت میں سب سے بلند مرتبے پر فائز ہیں، اور اِن خلفاء الراشدین میں سے جو سب سے بلند درجے پر ہیں سیدنا ابو بکر صدیق ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، پھر سیدنا عمر ہیں، پھر سیدنا عثمان ہیں، اور پھر سیدنا علی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن الصحابۃ أجمعین) جیسا کہ مصنف جو ہیں (رحمہ اللہ) آگے بیان کریں گے۔

یعنی اس پوری گفتگو کا لُبِ لُبَاب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے تعلق سے جو قرآن اور سنت میں اور ان کے تعلق سے جو سلف کا اجماع ہے جو اُن کے فضائل بیان ہوئے ہیں جو ان کے مناقب بیان ہوئے ہیں جو ان کی خوبیاں بیان ہوئی ہیں خوبصورت اور اچھی خصلت اور صفات بیان ہوئی ہیں ان تمام کو قبول کرتے ہیں، اور ان کے جو مراتب ہیں جو ان کے درجات ہیں ان سب کو بھی قبول کرتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور تفضیل کرتے ہیں صحابہ کرام میں سے ان صحابہ کی جنھوں نے خرچہ کیا فتح سے پہلے اور فتح سے مراد ہے صلح الحدیبیۃ اور قتال کیا ان لوگوں سے بہتر ہیں یا فضیلت حاصل کر چکے ہیں جنھوں نے فتح کے بعد نفقہ کیا خرچ کیا اور قتال کیا۔

اور اس کی دلیل میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الحدید آیت نمبر 10 میں:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾إلي آخر الآية۔

﴿لَا يَسْتَوِي﴾ (نہیں برابر) ﴿مِنكُمْ﴾ (تم میں سے (یعنی صحابہ میں سے)) ﴿مَّنْ أَنفَقَ﴾ (جس نے نفقہ کیا خرچ کیا اللہ کے راستے میں اور صدقہ دیا) ﴿مِن قَبْلِ الْفَتْحِ﴾ (فتح سے پہلے) ﴿وَقَاتَلَ﴾ (اور قتال بھی کیا فتح سے پہلے) ﴿أُولَٰئِكَ﴾ (وہ جو ہیں) ﴿أَعْظَمُ دَرَجَةً﴾ (ان سے بلند اور عظیم درجے پر ہیں) ﴿مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا﴾ (جن لوگوں نے فتح کے بعد نفقہ کیا خرچ کیا اور اللہ کے راستے میں قتال کیا) ﴿وَكُلًّا﴾ (اور ان سب سے) ﴿وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾ (اللہ تعالیٰ نے حسنہ کا وعدہ کیا ہے)۔

اور حسنہ سے مراد یہاں پر جنت ہے، اور ہر خیر ہر خوبی اس میں شامل ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے نفقہ کیا اور قتال کیا صلح الحدیبیۃ سے پہلے اُن سے افضل ہیں جن لوگوں نے صلح الحدیبیۃ کے بعد نفقہ کیا اور قتال کیا، اور صلح الحدیبیۃ جو ہے یہ سن 6 ہجری میں ہوا ذی القعدۃ کے مہینے میں، تو جو لوگ اسلام لے کر آئے صلح الحدیبیۃ سے پہلے اور خرچ بھی کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور قتال بھی کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے، یہ اُن لوگوں سے افضل ہیں اور بہتر ہیں جن لوگوں نے صلح الحدیبیۃ کے بعد اسلام قبول کیا نفقہ کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اور قتال کیا۔

اس سے پہلے کہ میں آگے شیخ صاحب کی بات بیان کروں دیکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید میں سورۃ الحدید کی آیت نمبر 10 میں جو ہم نے ابھی پڑھی ہے ﴿مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ﴾ لفظ ہے فتح کا؛ جو سب سے پہلے معنی ذہن میں آتا ہے فتح کا اس سے کیا مراد آتا ہے؟ فتح مکہ۔

﴿الۡفَتۡحِ﴾ فتح مکہ ہے لیکن آپ دیکھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جملہ جو ہے انہوں نے جملہ معترضہ میں ''وهو صلح الحديبية'': یعنی ''ويفضلون من أنفق من قبل الفتح'': پھر فرمایا بریکٹ میں ''وهو صلح الحديبية، وقاتل على من أنفق من بعد وقاتل'':

تو فتح کا معنی کیا بیان کیا ہے؟ **صلح الحدیبیۃ**۔

اس سے ایک چیز ہمیں معلوم ہوتی ہے اور بڑی اہم بات ہے کیا ہے جانتے ہیں؟

دوسری مثال میں دیتا ہوں دیکھیں قرآن مجید کا سیاق اور سباق ایک ہوتا ہے اس میں فرق نہیں دیکھیں گے آپ کہیں بھی؛ فتح مکہ ہوا کہ نہ ہوا؟ ہوا۔ کب ہوا؟ سن 8 ہجری میں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے کیا ہے؟ سورۃ الفتح ہے کہ نہیں قرآن مجید میں؟ ہے۔ اس سے کیا مراد ہے فتح مکہ یا صلح الحدیبیۃ؟ صلح الحدیبیۃ۔

آپ پورا سیاق اور سباق دیکھ لیں اور اس میں علماء کی تفسیر اور مفسرین کی تفسیر دیکھ لیں اور سلف کے اقوال بھی دیکھ لیں۔

فتح مکہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا فرمایا ہے؟

بہت چھوٹی سی سورۃ پیاری سی سورۃ ہے: ﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ۝۱﴾ (النصر:1):

﴿نَصۡرُ﴾ (کامیابی): اور فتح کا ذکر بھی ہے کہ فتح مکہ کے لیے خاص کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے؛ اور سورۃ کا نام فتح نہیں ہے سورۃ کا نام کیا ہے؟ سورۃ النصر ہے۔

اب اسی سیاق کو آپ دیکھیں اور اسی معنی کو ذہن میں رکھیں اور دیکھیں کہ اگر کوئی شخص آ کر یہ کہے کہ آپ لوگوں نے یہاں پر تحریف کی ہے اللہ تعالیٰ نے فتح فرمایا ہے اور فتح تو فتح مکہ ہی ہوتا ہے ہم تو یہ جانتے ہیں آپ کیوں کہہ رہے ہیں کہ یہ صلح الحدیبیۃ ہے ہم شیخ الاسلام کی بات کو کیوں مان لیں؟

جواب کیا ہے اس کا:

(۱)قرآن مجید کے سیاق اور سباق میں آپ دیکھیں کہ فتح سے مراد صلح الحدیبیۃ ہے؛اور اس کی دلیل میں آپ دیکھیں سورۃ الفتح میں جو قصہ ہے جو سیاق اور سباق ہے کس چیز کا ہے ؟فتح مکہ کا نہیں ہے صلح الحدیبیۃ کا ہے۔

اور اسی طریقے سے متفق علیہ حدیث میں صلح الحدیبیۃ کا ذکر ہے۔

اور اسی طریقے سے سورۃ النصر جس میں فتح مکہ کا ذکر ہے اُسے نصر کہا گیا ہے نا کہ فتح کہا گیا ہے۔

(۲) صحیح حدیث میں آیا ہے سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،اور اس آیت کی تفسیر میں بھی آیا ہے اور امام ابن جریر الطبری اور دیگر مفسرین نے بھی اسے بیان کیا ہے کہ بعض سلف نے فتح سے مراد فتح مکہ نہیں لیا بلکہ صلح الحدیبیۃ لیا ہے اور یہ فرمایا ہے:آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فتح مکہ ہے ہمارے نزدیک یہ صلح الحدیبیۃ ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ صلح الحدیبیۃ کا معاملہ جو ہے یہ کیوں اہم ہے ؟

ابھی ہم بات کر رہے ہیں صحابہ کرام کی فضیلت کی اور درجات کی،اب جنہوں نے اسلام قبول کیا فتح سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کیا جہاد فی سبیل اللہ کیا وہ بھی مسلمان ہیں صحابہ ہیں،اور جنہوں نے فتح کے بعد میں اسلام قبول کیا قتال کیا جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور صدقہ بھی دیا اللہ کے راستے میں وہ بھی مسلمان ہیں وہ بھی صحابہ ہیں کیا برابر ہیں ؟ برابر نہیں ہیں۔

کس نے کہا﴿لَا يَسْتَوِىْ﴾(الحدید:10) کس کا فرمان ہے ؟

﴿لَا يَسْتَوِىْ﴾ برابر نہیں ہیں اس کا مطلب کیا ہے ؟ کہ جو فتح ہے جو صلح الحدیبیۃ ہے اس نے پوری تاریخ کو تبدیل کر دیا ہے ہسٹری ہے پتہ ہے ؟

صلح الحدیبیۃ کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے اُن کے لیے آسان تھا کہ نہیں ؟آسان تھا اُن کے لیے چیلنج زیادہ نہیں تھا لیکن صلح الحدیبیۃ سے پہلے کیا تھا؟ کتنی جنگیں ہوئیں اور کتنا مشکل اور دشوار تھا اسلام قبول کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینا! بہت مشکل تھا کہ نہیں؟!

اس لیے یہ بھی شریعت کے اصول میں سے ہے کہ جس چیز میں زیادہ آسانی ہوتی ہے نا اس کا اُجر بھی اتنا ہی ہوتا ہے اور جس میں زیادہ محنت اور مشقت ہوتی ہے اُس کا اُجر بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے، جبکہ سب صحابہ ہیں (سبحان اللہ)۔

(۳)ایک اور فائدہ بھی یہاں پر ملتا ہے ہمیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتابوں سے علم حاصل کرنا کافی ہے: بڑا شبہ ہے اور آج کل دور حاضر میں کئی جوان ایسے ہیں جو جوش وجذبات میں آ کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں "کہ یہی حق راستہ ہے علم حاصل کرنے

کے لیے آپ کے لیے کتابیں کافی ہیں"۔اس کی کچھ خاص ٹرم (Term) بھی نکلی ہے کیا گروہ ہے؟علمی کتابی یہ مرزا جہلمی والا کیا ہے؟ایک نیا فتنہ ہے (سبحان اللہ)! الغرض،اُن کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو یہ نہ کہیں کہ میں اہل حدیث ہوں میں سلفی ہوں یہ تفرقے کا باعث بنتا ہے، کوئی سنّی ہے کوئی شیعہ ہے کوئی دیوبندی ہے کوئی بریلوی ہے کوئی اہل حدیث ہے سب کو شامل کر دیا ہے۔یہ سب فرقے ہیں تو پھر آپ کیا ہیں؟"ہم علمی سنّی کتابی" کچھ ایسا لفظ وہ کہتے ہیں ذہن سے نکل گیا میرے اور اُسی کی طرف اُن کی دعوت بھی ہے کہ یہ دعوت ہے ہماری": دیکھیں سننے والے کو تو اچھا لگتا ہے نا، سننے والے جو عوام الناس ہیں جو علم نہیں رکھتے جو جاہل ہیں اور اکثریت اِنہی لوگوں کی ہے جو ناسمجھ ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے بھئی کتاب ہے علم ہے اور پھر ایک جماعت ہے ہم اسی پر چلتے ہیں۔ بھئی آپ نے گروہ بنایا ہے کہ نہیں؟ نام رکھا کہ نہیں؟ یہ گروہ آپ کا بنایا ہوا گروہ ہے نام بھی آپ کا اپنا ایجاد کردہ ہے تو پھر فرق کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ صرف کتابوں سے علم حاصل کرنا میرے بھائی علماء کہتے ہیں کہ یہ گمراہی کا باعث ہے،اور ایک علماء کے اقوال سے میں نے کئی مرتبہ سنا ہے مشہور قول ہے علماء کا کہ جس کی استاد اُس کی کتاب ہو اُس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

ہم بات کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب کی جو سب سے عظیم کتاب ہے چند ایسی مثالیں ہیں اگر کوئی شخص بھی جو علم التفسیر نہیں جانتا جو سلف کے اقوال نہیں جانتا آپ کے اس ترازو اور پیمانے کے مطابق کوئی شخص کہے کہ میں قرآن کو عربی میں جانتا ہوں میں قرآن کو پڑھ کر اس کا ترجمہ تفسیر کرنا چاہتا ہوں کر سکتا ہے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! اور واللہ غلطیاں ہوں گی ضرور ہوں گی!

اس لیے عربی کا سمجھنا کافی نہیں ہے جیسا کہ انگلش کا سمجھنا یا انگلش زبان پر عبور حاصل کرنا ڈاکٹر بننے کے لیے کافی نہیں ہے، یا انجینئر بننے کے لیے کافی نہیں، یا کسی سائنس کو پڑھنے کے لیے کافی نہیں ہے؛ آپ آسانی سے پڑھ تو لیں گے کتابیں سمجھیں گے کہاں سے؟!

سمجھنے کے لیے سمجھانے والے کی ضرورت ہے اس لیے حدیث میں کیا آیا ہے؟"إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ": "تَعَلُّمٌ": تفاعل ہے کہ حاصل کرنا پڑے گا استاد سے حاصل کرنا پڑے گا۔

اور خود بھی استاد بنے بیٹھے ہیں کہ نہیں؟! پڑھا رہے ہیں کہ نہیں پڑھا رہے؟! کیا ان کے کسی بھی شاگرد کو دیکھا ہے کہ صرف کتاب لیں اور اپنے استاد کی بات نہ سنیں اور خود معنی سمجھ لیں؟!

وہ خود اپنی اس بات پر تناقض کا شکار ہیں اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے میرے بھائیو!

اب دیکھیں صحابہ سے بہتر عربی جاننے والا کوئی ہے اس زمانے میں؟ اُنہی کے زمانے میں قرآن نازل ہوا ہے نا؟ روزے کے تعلق سے قرآن مجید میں میں ایک چھوٹی سی مثال دے دیتا ہوں کہ آپ کھاتے پیتے رہو جب تک سفید دھاری کالی دھاری سے الگ نہ ہو جائے: ﴿الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة:187)؛ فجر کے وقت سے تو ایک صحابی نے کیا کیا؟ کھاتے پیتے رہے اور دو دھاگے لے لیے ایک سفید اور ایک کالا اور دیکھتے رہے، جب تھوڑی روشنی آئی اور دونوں دھاگوں میں فرق کا پتہ چل گیا کہ یہ کالا ہے یہ سفید ہے تو روزے کو روک دیا امساک کر لیا، صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام میں نے ایسا عمل کیا ہے؛ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ کا یہ طریقہ درست نہیں تھا یہ معنی نہیں ہے سفید دھاری اور کالی دھاری کا (جبکہ ظاہر تو یہی ہے نا؟) ظاہر معنی یہاں پر یہ مراد نہیں ہے کہ آپ نے دو دھاگے پکڑیں اور دیکھیں، باقی جو آپ آسمان کی طرف اُفق میں دیکھیں اور دیکھیں جو سفید اور کالی دھاری آسمان پر آپ کو نظر آتی ہے فجر سے پہلے فجر کے وقت جیسے فجر صادق کا طلوع ہوتا ہے یہ اس سے مراد ہے یہ معنی ہے "إِنَّ وَسَادَكَ لَعَرِيض"۔

کیونکہ وہ کیا کرتے تھے؟

سرہانہ تھا اُن کا اور دو دھاگے ہاتھ میں تھے کھاتے پیتے اور پھر دیکھتے ابھی نہیں اندھیرا ہے تمیز نہیں ہوئی دونوں دھاگوں میں پھر اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیتے تھے پھر لیٹ جاتے تھے، پھر اٹھتے تھے اور دیکھتے تھے یہی طریقہ رہا فجر تک، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "إِنَّ وَسَادَكَ لَعَرِيض" (کہ آپ کا سرہانہ اتنا عریض ہے کہ اس نے یعنی اُفق کو بھی آسمانوں کو بھی ڈھانپ لیا)۔

کیا اتنا بڑا سرہانہ کسی کا ہوتا ہے (سبحان اللہ) پی لو جو ہوتا ہے!

الغرض؛ تو تعلیم دی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور پتہ چلا کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے، قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے سمجھانے والے کی ضرورت ہے اس لیے قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اور سب سے زیادہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں، غلط معنی ہیں غلط تفسیر ہے!

اللہ تعالی کی مراد کیا ہے؟ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کیا ہے؟ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے سمجھا؟ صحابہ کرام نے کیا سمجھا اس آیت سے؟ صحابہ کرام نے تابعین کو کیا سمجھایا ہے؟ تابعین نے اتباع التابعین کو کیا سمجھایا ہے؟ اور پھر یہ تسلسل جاری رہا "ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين"۔

اور یہاں پر دیکھیں فتح کا لفظ ہے جبکہ بعض علماء نے اس کو فتح مکہ بھی کہا ہے یہ بھی قول معروف موجود ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جن لوگوں نے کہا صلح الحدیبیة یہی قول راجح ہے انہوں نے تو اس ظاہر کے خلاف کیا ہے کہ نہیں جبکہ صلح کا لفظ ہے ہی نہیں۔

تو اس سے ہمیں ایک بہت اہم پیغام یہاں پر ملتا ہے کہ ہمیشہ علماء سے جڑ کر اور علماء سے علم حاصل کیا جاتا ہے "إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ": اور اس کے لیے صبر کی ضرورت ہے، تحمل کی ضرورت ہے وقت درکار ہے محنت ہے مشقت ہے، ایسے نہیں کہ طالب علم کے لیے جتنی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں قرآن اور سنت میں ایسے ہی مفت نہیں ہیں ان کے لیے وقت درکار ہے محنت ہے مشقت ہے۔

یعنی سلف کو دیکھیں ایک حدیث کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ دو دو مہینے سفر کرتے تھے اونٹوں کا سفر تھا، اور ایسی احادیث جو اُن کے پاس پہلے سے موجود تھی لیکن صرف سند عالی کے لیے کیونکہ جس میں ایک راوی کم ہے تو سند عالی ہو جاتی ہے اس کے لیے سفر کر لیتے تھے یہ محنت تھی اُن لوگوں کی۔

اور آج کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ نہیں بس کتاب سے علم حاصل کرو کافی ہے تمہارے لیے! بھئی کتابیں تو آپ بھی پڑھ رہے ہیں نا، یعنی آپ سے پڑھیں تو ٹھیک ہے کسی اور سے پڑھیں تو ٹھیک نہیں ہے تو پھر کتابی کہاں سے آگئے؟! اور پھر یہ شر کا دروازہ کھل گیا نا؟! تو اس کو آپ بھی نہیں بند کر سکیں گے پھر کوئی نہیں بند کر سکے گا، ہر بندہ اُٹھے گا کوئی کتاب اٹھائے گا شریعت کی کوئی حدیث کی کتاب یا کوئی بھی اور اپنا مطلب نکال لے گا!

دیکھیں آپ کی ترجیحات میری ترجیحات، آپ کی سمجھ میری سمجھ، آپ کی عقل میری عقل، آپ کا حافظہ میرا حافظہ برابر ہے کیا؟ نہیں! ترجیحات سب کی الگ ہیں کوئی معنی کسی کتاب سے نکالا ہے، میں قرآن مجید کی بات کر رہا ہوں یہاں پر اور کئی اس کی اور مثالیں ہیں وقت نہیں ہے میں یہاں پر بتاؤں میں صرف ایک جیسے کہتے ہیں کہ ایک ہنٹ (Hint) دے رہا ہوں یا مثال کے طور پر چند اہم چیزیں یہاں پر بیان کر رہا ہوں ورنہ لمبی لسٹ ہے اس میں اگر دیکھیں آپ احادیث میں دیکھیں، قرآن مجید کی دوسری آیات ہیں جن میں سمجھنا لازم ہے۔

ہمارا جھگڑا ہے کیا مخالفین سے؟ کہ منہج السلف ایک ہے جس کی طرف ہم دعوت دے رہے ہیں۔

یہ محنت کیوں کر رہے ہیں ہم لوگ؟ کہ قرآن اور سنت کو کیسے سمجھنا ہے۔

جتنے بھی امت میں فرقے ہیں سب قرآن اور سنت کی بات کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ سب کرتے ہیں۔

تو پھر تفرقہ کیوں ہے؟ کیونکہ بات کی حد تک بات کرتے ہیں جب عمل کی بات آتی ہے سب نے اپنا معنی نکالا ہوا ہے، اپنی مرضی سے جو معنی چاہتے ہیں اس کو نکال کر اپنا گروہ بنا لیا!

اتفاق کیسے ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ نہیں؟ واللہ ممکن بھی ہے آسان بھی ہے۔ کیسے؟ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

ہمیں کیا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کس کے راستے کو اپنانا ہے؟ ﴿سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾(النساء:115)؛ یہ مومنوں کا راستہ ہے یہ منہج السلف ہے۔ کیسے ممکن ہے اس راستے کو کیا صرف زبانی کلامی اپنایا جاتا ہے یا عملاً اپنایا جاتا ہے؟ عمل کیسے ہو گا؟ جب آپ کی اور میری فہم اور سمجھ قرآن اور سنت کی ویسے ہو گی جیسا کہ صحابہ اور سلف کی ہے۔

پھر ایک شبہ آتا ہے یہاں پر، کہتے ہیں "کیا صحابہ کا اختلاف نہیں تھا فقہی مسائل میں؟"۔

تھا، اگر ہمارا بھی ہو جاتا ہے علم کی بنیاد پر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن عقیدے میں کہاں پر اُن کا اختلاف تھا؟ عقیدے کے اصول میں جو ہمارا موضوع ہے عقیدے کے اصول میں مجھے دکھا دیں کہاں پر اختلاف تھا؟ نہیں تھا! اور یہ اصول ہیں دین کے یہ منہج السلف ہے۔

جس پر سلف کا اتفاق تھا ہمارا بھی ہونا چاہیے اور یہ اتفاق فرض ہے، جس پر اُن کا اختلاف تھا اگر ہمارا بھی ہو جاتا ہے دلیل کی بنیاد پر علم کی روشنی میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ کہہ دینا کہ کیونکہ فروعی مسائل میں اُن کا اختلاف تھا اُس کو حجت بنا کر امت میں تفرقے کا باعث بن کر یہ کہیں کہ آج ہمارا بھی اختلاف ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو یہ غلط ہے! عقیدے کے اصول میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نہ اُس زمانے میں تھی اور نہ ہی بعد کے آنے والے زمانوں میں تا قیامت۔

اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ﴾(البقرة:137): کیا نتیجہ ہے؟ ہدایت مل جائے گی۔ مفہوم مخالف کیا ہے؟ کہ اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر ہدایت ممکن ہے؟! دیکھیں ہدایت کا ایک ہی راستہ ہے گمراہی کے کتنے راستے ہیں؟ بہت زیادہ ہیں!

﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ﴾(اگر تمہارا ایمان ویسا ہے جیسا کہ صحابہ کا ہے)﴿فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾(یقیناً انہوں نے ہدایت کا راستہ اپنالیا ہے)(البقرۃ:137)۔

اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے!

اگر آپ نے سلف کے راستے کو اختیار کرنا ہے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ قرآن اور سنت کو سمجھنا ہے صحابہ اور سلف کی سمجھ کے مطابق، عمل بعد میں آتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم کیسے جانیں کہ کس نے اسلام پہلے قبول کیا ہے فتح سے پہلے اور کس نے بعد میں قبول کیا ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ اُن کی تاریخ سے پہچانا جا سکتا ہے جیسا کہ کچھ ایسی کتابیں ہیں جن میں تاریخ کا ذکر ہے صحابہ کرام کے تعلق سے جیسا کہ کتاب کا نام ہے "الإصابة في تمييز الصّحابة" ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اور دوسری ہے "الإستيعاب في معرفة الأصحاب" یہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی ہے، اور ان کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں جن میں صحابہ کرام کا ذکر ہے اور تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور ان سے پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس صحابی نے کب اسلام قبول کیا ہے، اور کس نے پہلے اور کس نے بعد میں اسلام قبول کیا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهو صلح الحديبية" کے تعلق سے: یہ دونوں میں سے ایک قول ہے یعنی فتح کا لفظ جو ہے اس میں علماء کے دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ فتح مکہ مراد ہے، دوسرا جو ہے صلح الحدیبیۃ ہے، ان دونوں میں سے ایک قول ہے "وهو الصّحيح" اور یہ صحیح قول ہے۔

اور اس کا قصہ جو ہے کہ سیدنا خالد کا قصہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ اُن کا کچھ جھگڑا ہوا، دوسرے دن سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ (میں اسی حدیث کی بات کر رہا تھا) فرماتے ہیں کہ آپ لوگ فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ فتح مکہ فتح ہی تھا لیکن ہمارے نزدیک یہ جو فتح ہے وہ بیعت الرضوان جو یوم الحدیبیۃ ہے(بیعت الرضوان صلح الحدیبیۃ کے موقع پر جو ہوئی جو درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لی ہم اسے فتح کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ فتح ہے؛ یعنی صلح الحدیبیۃ)۔(اور اسے بخاری نے روایت کیا ہے معروف روایت ہے صحیح بخاری کی)۔

دوسرا قول اس سے مراد فتح مکہ ہے یہ بہت سے مفسرین کا یا اکثر کا قول ہے جیسا کہ دُرِ منثور میں بیان کیا گیا ہے۔

یعنی بعض ایسی چیزیں ہیں جن میں کثرت سے آپ کو یہ قول نظر آتا ہے لیکن جب ترجیحات کو دیکھتے ہیں تو کم قول والے لوگ جو ہیں اُن کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے دلیل کی روشنی میں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور آگے کرتے ہیں مہاجرین کو انصار پر (تقدیم کرتے ہیں مہاجرین کی انصار پر)۔

مہاجرین یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں فتح مکہ سے پہلے انہیں مہاجر کہا جاتا ہے۔

اور انصار یہ وہ صحابہ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی مدینہ میں۔

اور اہل سنت والجماعت کا یہ مؤقف ہے کہ آگے کرتے ہیں مہاجرین کر انصار پر کیونکہ مہاجرین جو ہیں انہوں نے جمع کیا ہے ہجرت کو اور نصرت کو، اور جو انصار ہیں انہوں نے صرف نصرت سے کام لیا ہے۔

مہاجرین جو ہیں انہوں نے اپنے اہل وعیال اپنے مال کو اپنے گھروں کو اور اپنے وطن کو چھوڑ دیا اور ایسی زمین کی طرف ایسی جگہ کی طرف گئے جس میں وہ خود اجنبی تھے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے کیا۔

جو انصار ہیں اُن کی طرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہوں نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ویسے ہی مدد کی اعانت کی اور نصرت کی اور دشمنوں سے بچائے رکھا اور منع کرتے رہے حفاظت کرتے رہے جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کی اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس کی دلیل کیا ہے کہ مہاجرین کو انصار پر تقدیم اور مقدم کیا جاتا ہے؟ چند آیتیں ہیں:

1- سب سے پہلی آیت سورۃ التوبہ آیت نمبر 100 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾إلي آخر الآية۔

یہاں پر مہاجرین کو انصار سے پہلے بیان کیا ہے اور تقدیم کی مہاجرین کی انصار پر۔

2- سورۃ التوبہ آیت نمبر 117 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی ہے اور توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہاجرین اور انصار کی)۔

اور یہاں پر مہاجرین جو ہیں وہ انصار پر مقدم ہیں۔

3-اور فیء کے تعلق سے سورۃ الحشر آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ﴾إلي آخر الآية؛"ثم قال": پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگلی آیت سورۃ الحشر آیت نمبر 9 میں: ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾: پہلے مہاجرین کا ذکر ہے اور بعد میں انصار کا ذکر کیا ہے۔

تو ان تمام آیات میں یہ دلیل موجود ہے کہ صحابہ کرام میں سے مہاجرین جو ہیں وہ انصار سے پہلے ہیں اور انہوں نے سبقت حاصل کی ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ويؤمنون بأن الله قال لأهل بدر، وكانوا ثلاث مئة وبضعة عشر: اعْمَلُوا ما شِئْتُمْ فقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"۔

یہیں پر رکتے ہیں اگلے ہفتے درس کا یہیں سے کیونکہ پھر شیخ صاحب نے یہاں پر تھوڑا سا قصہ بھی بیان کیا ہے جنگ بدر کا آغاز کریں گے کہ اہل سنت والجماعت ایمان رکھتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر والوں سے یہ فرمایا (اور اُن کی تعداد تین سو کچھ تھی یعنی تین سو تیرہ یا چودہ)"اعْمَلُوا ما شِئْتُمْ فقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"(تم نے جو بھی کرنا ہے کرو میں نے یقیناً تم لوگوں کی مغفرت کر دی ہے)۔

تو اگلے درس میں یہیں سے درس کا آغاز کریں گے ان شاءاللہ۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (098.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio